بارھواں باب

پولیو کا مقدمہ

پولیو کے مقدمے کی کارروائی کے لیے جس جگہ کا انتخاب کیا گیا تھا وہ قصرِ شاہی سے تھوڑے ہی فاصلے پر ایک بڑی عمارت کا ہال تھا۔ اس وسیع کمرے کا فرش درخشاں سفید سنگِ مرمر سے بنا ہوا تھا۔ کمرے کے ایک سرے پر مذبح نما چبوترے پر کسی دیوتا کی مورتی تھی اور اس کے مدِ مقابل دوسرے سرے پر لمبے لمبے چوغوں میں ملبوس جج صاحبان اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھے تھے۔ ان کے سامنے چند سپاہی ایک قیدی کے ساتھ چاک وچوبند کھڑے تھے۔ یہ قیدی خاتون سیسیلیا د کا نورِ چشم پولیو تھا۔

اسی دن اسے اپنی عزیزہ والدہ کی وفات کی خبر بھی ملی تھی۔ یہ خبر اُسے مارسلس نے اپنی جان کو ہزار خطروں میں ڈال کر پہنچائی تھی اس لئے کہ وہ جانتا تھا کہ ماں کی موت کا علم اُسکے عزم وارادے کو مزید پختگی عطا کر دیگا، کیونکہ دنیا کے ساتھ اُس کا واحد رشتہ اُس کی ماں ہی کا وجود تھا۔ ماں کے جیتے جی وہ زندگی کے دکھوں کو برداشت کر سکتا تھا مگر اُسکے بغیر وہ خود بھی اس جہان کو بخوشی خیرباد کہنے کو تیار تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ موت اُسے ایک دم اُس کی پیاری اور پُرشفقت ماں سے ملا دے گی۔

اُس کا دماغ ملال اور آئندہ زندگی میں ابدی آرام کے پُر سکون خیالات کی آماجگاہ بنا ہوا تھا اور غالباً یہی وجہ تھی کہ وہ اپنی پیلی رنگت کے باوجود اپنے قدموں پر سیدھا کھڑا تھا۔ اُس کے چہرے سے ذہانت بطور سابق اُس کی شخصیت کو منفرد بنا رہی تھی۔ اُس کی تیز نگاہوں نے ماحول کا جائزہ لے کر فوراً جان لیا کہ اُسے کس راہ پہ چلنا ہو گا اور اُس سے اُس کا نہ ٹلنے والا انجام کیا ہو گا۔

مقدمے کی کارروائی شروع ہوئی اور کمرے کی خاموشی میں گھمبیر آواز گونجی

"تمہارا کیا نام ہے؟"

مرکس ہروِلس کا بیٹا پولیوں"

یہ نام سنتے ہی سامعین میں سرگوشیاں شروع ہو گئیں کیونکہ یہ معروف اور معزز نام روم میں کسی تعارف کا محتاج نہ تھا۔

تم پر مسیحی ہونے کی فردِ جرم لگائی گئی ہے۔ تم اِس سلسلے میں کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"میں نے کوئی جرم نہیں کیا۔ میں مسیحی ہوں اور خوش ہوں کہ مجھے اتنے لوگوں کے سامنے اپنے ایمان کا اقرار کرنے کا موقع ملا ہے۔" ایک جج صاحب بولے

"ان سب کا یہی حال ہے۔ یہ سب ایک ہی فارمولا جانتے ہیں۔"

"کیا تم اپنے جرم کی سنگینی کو سمجھتے ہو؟"

پولیوں نے جواب دیا "جناب میں نے کوئی جرم نہیں کیا۔ میرا مذہب

یہ سکھاتا ہے کہ میں خدا کا خوف رکھوں اور قیصر کا احترام کروں۔ میں نے کسی قابلِ قدر قانون کی خلاف ورزی نہیں کی۔ نہ میں غدار ہوں۔"

"تم کہتے ہو کہ تم غدار نہیں ہو، کیا تم یہ نہیں جانتے کہ مسیحی ہونا ہی بذاتِ خود غداری ہے؟"

"جناب میں مسیحی ہوں غدار نہیں۔"

"ملک کے قانون کی رُو سے مسیحی مذہب ممنوع قرار دیا گیا ہے، اور اس کو اختیار کرنے والے کے لیئے سزائے موت مقرر ہے۔ اگر تم مسیحی ہو تو تمہیں سزائے موت ملے گی۔"

"بے شک میں مسیحی ہوں" پولیکو نے فیصلہ کُن لہجے میں کہا۔

"لہٰذا تم موت کی سزا کے حقدار ہو۔"

"مجھے منظور ہے۔"

"نادان لڑکے، کیا تم نہیں جانتے کہ موت کی اذیت کیا ہوتی ہے؟"

"جناب میں نے گذشتہ چند مہینوں میں مَوت کو قریب سے دیکھا ہے اور مجھے توقع تھی کہ اپنی باری آنے پر مجھے بھی ایک دن موت کو اسی طرح گلے لگانا ہوگا۔

"تم کمسن اور نادان ہو۔ ہمیں تمہاری کم عمری اور ناتجربہ کاری پر ترس آتا ہے۔ علاوہ ازیں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اپنی اس غلط کاری کے ذمہ دار تم نہیں بلکہ تمہاری غلط تعلیم و تربیت اور وہ ماحول ہے جس میں تم پروان چڑھے ہو۔ اسی وجہ سے ہم تمہیں خاص رعایت دینے پر آمادہ ہیں۔ یہ مذہب جس کے قریب میں تم آچکے ہو سراسر حماقت ہے۔ تمہارا اعتقاد ہے کہ ایک کنگال یہودی جسے دو سو سال گذرے قتل کروا دیا گیا تھا خدا

ہے۔ ذرا غور تو کرو اس سے زیادہ انہونی اور ناقابل قبول بات کیا ہو سکتی ہے! اس کے برعکس ہمارے آباؤ اجداد کا قدیم مذہب بڑا مقبول ہے اور جو ہمارا سرکاری مذہب ہے۔ اس مذہب میں ہر پیر و جوان، عاقل اور جاہل سب کو مطمئن کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔ میرا مشورہ یہ ہے کہ اپنے احمقانہ توہم کو چھوڑ کر اپنے قدیم مذہب کو دوبارہ اپنا لو"

"نہیں۔ میں ایسا نہیں کر سکتا"

"تم ایک عظیم اور قابلِ احترام خاندان کے چشم و چراغ ہو۔ حکومت سرولس خاندان کی عظمت کا احترام کرتی ہے۔ تمہارے آباؤ اجداد دولت و ثروت اور اغنیاء و اقتدار والے افراد تھے اور اس کے برعکس تم ایک غریب خستہ حال قیدی ہو۔ ہوش کرو اور اپنے باپ دادا کی عزت و مرتبت کا خیال کرو اور اس جنونی مذہب سے کنارہ کشی کر لو تاکہ اس تابندہ شہرت کو پا سکو جو تمہارے خاندان کے ساتھ ہمیشہ سے منسوب چلی آتی ہے۔"

"ناممکن ہے"

"تم نے اب تک ایک بدبخت اور شہر بدر شخص کی زندگی گزاری ہے۔ روم کا غریب ترین بھکاری تم سے بدرجہا بہتر ہے۔ اُسے اپنی خوراک حاصل کرنے کے لئے اتنی محنت اور ذلت اٹھانی نہیں پڑتی جتنی تمہیں۔ علاوہ ازیں وہ دن کی روشنی سے محروم نہیں اور سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ اُس کی جان کو کسی قسم کا کوئی خطرہ درپیش نہیں۔ اُسے ہر گھڑی رومی عدلیہ کا دھڑکا نہیں لگا رہتا۔ اس کے برعکس اپنی حالت پر غور کرو۔ تم اپنی زندگی کے دنوں میں ہراسانی کے عالم میں زیر زمین گورستان کے گورکھ دھندوں میں گذار رہے ہو، اور وہاں پر بھی حکومت کی طرف سے

خطرے کی تلوار تمہارے سر پر منڈلاتی رہتی ہے۔ تم ہی سوچو کہ تمہارے مذہب نے جس پر تمہیں اتنا ناز ہے اب تک تمہیں کیا دیا ہے۔ کچھ بھی نہیں۔ صفر بلکہ صفر سے بھی کم۔ لہٰذا اس دھوکا دینے والے مذہب سے منہ موڑ لو۔ اگر اب بھی ایسا کر لو تو دولت، عیش و آرام، دوست احباب اور اعزازات تمہارے منتظر ہیں۔ شہنشاہ خود تم پر خصوصی کرم فرمائیں گے اور حکومت کی طرف سے اعزازات تم پر نچھاور کئے جائیں گے۔"

"جناب! ایسا نہیں ہو سکتا۔"

"تمہارا باپ دلاور سپاہی اور رومی رعایا کا وفادار فرد تھا۔ اس نے میدانِ جنگ میں دلیرانہ لڑتے ہوئے ملک کے لئے اپنی جان قربان کر دی۔ اس وقت تم شیر خوار تھے۔ تم اس کے اکلوتے بیٹے ہو اور اس کے تمام اعزازات کے واحد وارث اور اس بلند مرتبت خاندان کے سلسلے کی آخری کڑی۔ آہ! تمہارے والد کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ تم اپنے گرد و پیش کی چالوں سے متاثر ہو کر گمراہی کا شکار ہو جاؤ گے۔ تم نے غالباً یہ مذہب اپنی ماں کے ایما پر اختیار کیا ہوگا۔ لیکن اس کا دماغ تو تمہارے والد کی اچانک موت سے ٹھکانے نہ رہا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ جھوٹی تعلیم دینے والوں کی باتوں میں آگئی اور اس طرح نادانستہ تمہاری تباہی کا موجب بنی۔ اگر تمہارے والد بزرگوار آج زندہ ہوتے تو تم ان کے شریف خاندان کی امید ہوتے اور اس صورت میں تمہاری ماں یقیناً اپنے آباؤ اجداد کے مذہب کی پیروکار رہی۔ کیا تمہیں اپنے والد کی یاد کا کوئی احترام نہیں؟

کیا ان کا تمہاری عقیدت پر کوئی حق نہیں؟ کیا ان کا بیٹا ہو کر تم پر فرض

نہیں کہ اُن کی تابندہ روایات کو قائم رکھو ؟ کیا ایسے بلند مرتبت خاندان کی آبرو کو بٹا لگانا گناہ نہیں جو سالہا سال سے معروف و مقبول چلا آرہا ہو؟ میں تمہاری خاندانی عزّت و آبرو اور تمہارے مرحوم والد کی یاد کا واسطہ دے کر تمہیں مشورہ دیتا ہوں کہ اپنی موجودہ روش سے باز آجاؤ۔"

"میرا ایمان اور عقیدہ پاک اور مقدّس ہے۔ اس کی وجہ سے میرے آباؤ اجداد کے نام پر کوئی حرف نہیں آئے گا۔ میں موت قبول کر سکتا ہوں مگر اپنے نجات دہندہ سے غدّاری کرنا مجھے ہرگز ہرگز گوارہ نہیں۔"

"تم دیکھ رہے ہو کہ ہم تم پر خاص طور پر مہربان ہیں۔ تمہارے عالی حسب نسب اور تمہاری نافہمی اور ناتجربہ کاری کی وجہ سے ہمیں تم سے ہمدردی ہے۔ اگر تم کوئی عام قیدی ہوتے تو ہم اُسے صرف ایک دفعہ یہ کہتے کہ اپنے رویّے سے باز آؤ یا سزا قبول کرو۔ لیکن تمہارے ساتھ ہم بحث و تمحیص کرنے پر آمادہ ہیں، اس لئے کہ ہم نہیں چاہتے کہ ایک عظیم اور قدیم خاندان ایک ناسمجھدار شخص کی ضد اور ہٹ دھرمی سے صفحۂ ہستی سے نیست و نابود ہو جائے۔"

"جناب میں اس رعایت کیلئے آپکا شکر گذار ہوں۔ لیکن اپنے خداوند کی برتر بلاہٹ کے سامنے آپکے دلائل مجھ پر اثر نہیں کر سکتے۔"

"جلد باز اور کوتاہ فہم لڑکے۔ اب ایک ہی دلیل باقی ہے اور وہ شہنشاہ کا غضب ہے۔ کیا تم اسکے سامنے ٹھہر سکتے ہو؟"

"شہنشاہ کا غضب برّے کے قہر سے زیادہ نہیں ہو سکتا۔"

"تم اب ایسی زبان بول رہے ہو جو عام فہم نہیں۔ برّے کے قہر سے تمہارا کیا مطلب ہے؟ تم یہ نہیں جانتے کہ تمہیں کیسا خطرہ درپیش ہے؟"

"حضور، میرے ساتھیوں نے ہر ممکن آفت کو برداشت کیا ہے جو آپ نے اُنہیں پہنچائی ہے۔ میرا اعتقاد ہے کہ خدائے قادر مجھے بھی اُن کو جھیلنے کی قوت عطا کرے گا۔"

"کیا تم دنگل کی دل دہلا دینے والی دہشتوں کو برداشت کر سکتے ہو؟"

"مجھے امید ہے کہ انسان کی فانی طاقت کے علاوہ ایک اور قوت میری پشت پناہی کرے گی۔"

"کیا تم وحشی شیر اور چیتوں کا سامنا کر سکو گے؟"

"جس پر میں اعتقاد رکھتا ہوں وہ میری مصیبت کے وقت مجھے فراموش نہ کرے گا۔"

"تمہیں اِس کا یقین ہے؟"

"ہاں مجھے اِس لئے یقین ہے کیونکہ اُس نے مجھ سے محبت کی اور اپنے آپ کو میرے لئے فدیہ میں دے دیا۔"

"کیا تم نے جلا کر مارے جانے کے متعلق بھی سوچا ہے؟ یہ نہایت ہی اذیت ناک موت ہوتی ہے۔ کیا تم اِس طرح مرنے کو تیار ہو؟"

"مجبوری ہے۔ اگر ایسا ہی ہے تو مَیں ایسی موت مرنے سے بھی دریغ نہ کروں گا۔ ہر لمحہ، ہر مرحلہ گذر ہی جاتا ہے۔ مرنے کے بعد میں اپنے خداوند کے حضور آرام و سکون کی حالت میں ہوں گا۔"

"توہم اور تعصب نے تم پر اپنا جادو کر رکھا ہے اور تم اپنے صحیح حواس میں نہیں اور نہ یہ جانتے ہو کہ تمہیں کیا درپیش ہے۔ برخوردار لفظاً دھمکیوں کا جواب دے دینا بہت آسان ہے مگر جب موت شیر یا چیتے یا آگ کی شکل میں ہولناک حقیقت بن کر سامنے آئے گی تب تم

اور تب لعن بولو گے۔"

"میں اُسی سے مدد طلب کروں گا جو اپنوں کو ضرورت کے وقت کبھی فراموش نہیں کرتا۔"

"اب تک تو اُس نے تمہارے لئے کچھ نہ کیا۔"

"اُس نے میرے لئے سب کچھ کیا ہے۔ اُس نے اپنی جان میرے لئے قربان کر دی تاکہ میں زندگی پاؤں۔ اُس کے وسیلے میں ایسی زندگی کا وارث ہوں جو اس زندگی سے جو آپ مجھ سے لے سکتے ہیں کہیں زیادہ مبارک حال ہوگی۔"

"یہ محض تمہاری خوش فہمی ہے ورنہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک بدنصیب یہودی جو خود صلیب پر مرا ہو دوسرے کے لئے کچھ کر سکتا ہو؟"

"وہ خدائے مجسم تھا۔ اُس نے جسمانی موت گوارا کی تاکہ ہماری رُوحیں اُس زندگی کو پا سکیں جو فنا نہ ہوگی۔"

"کیا کوئی بھی چیز یا دلیل تمہاری آنکھیں نہیں کھول سکتی؟ کیا یہ کافی نہیں کہ ابھی تک تمہارا یہ جنونی مذہب تمہیں سوائے پریشان حالی کے اور کچھ نہ دے سکا؟ شاید موت کے کھلے منہ کو دیکھ کر ہی تمہارے ہوش ٹھکانے آئیں اور تم اپنی غلط کاری سے باز آجاؤ۔"

"میرا خداوند مجھے موت پر غلبہ پانے کی توفیق عطا کرتا ہے۔ مجھے موت سے کوئی خوف نہیں بلکہ موت میرے نزدیک ایسی چیز ہے جو مجھے اس دُکھ بھری دنیا سے رہائی دلا کر ایک غیر فانی حالت میں داخل کر دے گی۔ خواہ وحشی درندے مجھے پھاڑ کھائیں یا شعلے مجھے بھسم کر ڈالیں، ہر صورت

میں میرا انجام ابدی آرام ہوگا۔ وہی مجھے آخر تک وفادار رہنے کی قوت عطا کرے گا۔ وہی مجھے سنبھالے گا اور میری رُوح کو فردوس میں پہنچائے گا جہاں وہ ابدی آرام میں رہے گی۔

"جس موت کی دھمکی آپ مجھے دیتے ہیں مجھے اس کی دہشت نہیں مگر جس عیش و آرام کی دعوت آپ مجھے دیتے ہیں وہ میرے لئے ہزار ایسی موتوں سے بدتر ہے۔"

"جلد باز جوان۔ میں تمہیں سوچنے کا آخری موقع دیتا ہوں۔ ذرا ٹھنڈے دل سے سوچو اور اپنے متعصب استادوں کے گمراہ کن منصوبوں کو بھول جاؤ۔ زندگی تمہارے سامنے ہے۔ ایسی زندگی جسے تم گوناگوں مسرتوں سے پُرلطف بنا سکتے ہو۔ دولت وعزت، دوست احباب اور تمہارے خاندان کی جائداد اور املاک تمہاری منتظر ہیں۔ اُن سب کو حاصل کرنے کے لئے تمہیں صرف یہ کرنا ہے کہ اس سنہری پیالے کو ہاتھ میں لو اور اُس کے اندر نذر کی شراب کو اس مذبح پر انڈیل دو۔ یہ تو بالکل آسان کام ہے۔ جلدی کرو اور اپنے آپ کو موت کی جان کنی سے بچالو۔"

اس آخری پیشکش کے وقت کمرے میں موجود ہر شخص کی نگاہ پولیکو کے چہرے پر ٹکی ہوئی تھی۔ وہ سب دنگ تھے کہ اس کمسنی میں بھی وہ اتنی ثابت قدمی کا مظاہرہ کرسکتا ہے۔ وہ خود کسی طرح اس کا جواز پیش نہ کرسکتے تھے لیکن یہ آخری اپیل بھی رائیگاں ثابت ہوئی۔ پولیکو نے پیالے پر ایک نگاہ ڈال کر نفی میں سر ہلاتے ہوئے فیصلہ کن لہجے میں کہا "میں اپنے نجات دہندہ کے ساتھ بے وفائی نہیں کرسکتا۔"

ان الفاظ پر کمرے میں لمحہ بھر گہرا سکوت چھا گیا مگر اگلے ہی لمحے

چیف جج کی آواز اِس خاموشی کو چیرتی ہوئی فضا میں اُبھری
"تم نے خود اپنی موت کے فتویٰ پر مہر کر دی۔"
اُس نے سپاہیوں کو مخاطب کر کے کہا
"اسے لے جاؤ۔ یہ بدبخت کسی ہمدردی کا حقدار نہیں۔"

تیرھواں باب

پولیو کی موت

دوسرے دن تماشاگاہ کی تمام نشستیں اوپر سے نیچے تک خون کے پیاسے ہجوم سے پُر تھیں۔ آج بھی اُن کے سامنے یکے بعد دیگرے ہولناک مناظر کا سلسلہ پیش کیا جا رہا تھا۔ تماشاگر لڑاکے کبھی ایک کے مقابلے میں ایک جان لڑاکر مرنے مارنے کا منظر پیش کرتے تو کبھی ایک کا سامنا گروہ کے ساتھ ہوتا۔

غرض ہر قسم کا مقابلہ جس کا گمان کیا جا سکتا ہے۔ دنگل میں پیش کیا گیا اور اُن میں سے جتنے زیادہ خطرناک ہوتے وہی زیادہ قابل داد اور قابل قبول قرار دیئے جاتے۔ لہٰذا آج پھر جانگنی کے کئی خونریز مناظر پیش کیئے گئے، اور جس شخص کو اس دن کا سب سے نند ہونے کی صورت میں بہترین کھلاڑی قرار دیا گیا اسے تماشائیوں کی وقتی داد و تحسین حاصل ہوئی۔

انسان نے انسان کا پہلے سے بھی تندی سے مقابلہ کیا یا بھوکے غضبناک شیر سے جان لڑائی۔ پھر وہ لمحہ آیا جب زخم خوردہ تھکان سے چور لڑاکے نے انتہائی یاس سے رحم کے لئے اُوپر کی طرف نگاہیں اُٹھائیں کہ اُسے اجازت دی جائے کہ مقابلہ بند کر کے دنگل سے چلا جائے۔ مگر تماشائیوں

کی طرف سے وہ اپنے لئے فقط لفظ "موت" سننے پایا۔

اب گویا بھیڑیئے کے منہ کو خون لگ گیا تھا اور وہاں بہ موجود رومی جم غفیر کسی بڑے پیمانے پر گوشت و خون دیکھنے کا متمنی معلوم ہوتا تھا۔ برابر کے پلّے کی قوتوں میں مقابلہ اُن کی نظر میں کچھ وقعت نہ رکھتا تھا۔ اُنہیں معلوم تھا کہ مسیحیوں کو ایسے ہی وقت کے لئے رکھا گیا ہے۔ لہٰذا اب سب لوگ بے تابی سے مطالبہ کرنے لگے کہ اُنہیں حاضر کیا جائے۔

لوکلس اس وقت شہنشاہ کی نشست کے قریب ہی کھڑا تھا، تاہم آج وہ ہشاش بشاش پن جو فطرتاً اس کی شخصیت کا لازمی جزو تھا یکسر غائب تھا بلکہ اُس کی پیشانی پر سوچ و فکر کی گہری پرچھائیاں چھائی ہوئی تھیں۔

اگر کوئی تماشائیوں کو دیکھنے والا ہوتا تو لوکلس کی نشست پہ اُس سے اُوپر کی نشستوں میں ایک زرد رُو چہرہ یقیناً اُس کی توجہ کا مرکز بنتا جو اپنے گرد و پیش کے چہروں میں دو وجوہات کی بنا پر مختلف اور منفرد نظر آتا تھا۔ ایک تو اس لئے کہ اس کی نگاہ دنگل میں اِس طرح ٹکی تھی گویا اسی نظارے سے اُس کی زندگی کی اُمید وابستہ ہو۔ دیگر یہ کہ اُس کے چہرے پر لطف اندوز اور محفوظ ہونے کی بجائے فقط فکر و پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔

اب پھاٹک کے بھاری کواڑ کھلنے کی کرخت گڑگڑاہٹ سنائی دی اور اُس کے ساتھ ہی ایک شیر دنگل میں داخل ہوا۔ اُس نے اپنا خوفناک سر وحشیانہ انداز میں اُوپر کو اُٹھایا اور دنگل کی دیوار کے ساتھ ساتھ قدم مارتے ہوئے بے چینی سے اپنی دُم اپنے دونوں پہلوؤں پر اِدھر اُدھر مارنے لگا اور اِس دوران میں اُس کی غضبناک شعلہ بار نگاہیں انسانی سروں کے

اُس سمندر کو گھُور رہی تھیں جو اُس کی دسترس سے باہر بلندی پر اُسے گھیرے ہُوئے تھا۔

جلد ہی تماشائیوں میں ایک دبی سی بڑبڑاہٹ پیدا ہُوئی کیونکہ دنگل میں ایک لڑکے کو دھکیل دیا گیا تھا۔ یہ لڑکا تماشاگہ لڑاکے کے لباس میں ملبوس تھا جو اُسے طنزاً پہنا دیا گیا تھا۔

اِس زرد رُو لڑکے کا نازک بدن تنُدخو شیر کے قوی جُثے کے مقابلے میں بالکل ناچیز دکھائی دیتا تھا تاہم اپنی کمسنی اور کمزوری کے باوجود اُس کے چہرے سے قطعی خوف و ہراس کا اظہار نہ ہوتا تھا۔ اُس کی پُرسکون نگاہیں خلا میں گھُور رہی تھیں۔ وہ اطمینان سے آگے بڑھ کر دنگل کے عین درمیان آ کھڑا ہوا جہاں اُس نے سب لوگوں کی نظروں کے سامنے دونوں ہاتھ جوڑے اور آسمان کی طرف نگاہ اُٹھا کر خدائے برحق سے دُعا کرنے لگا۔

اس اثنا میں شیر حسبِ سابق دنگل کی دیوار کے ساتھ اُس کے اِرد گرد چکر کھا رہا تھا۔ اُس نے لڑکے کو دیکھ لیا تھا مگر نہ جانے کیوں وہ اس کی طرف لپکنے کی بجائے اپنی نگاہیں بلند و بالا دیوار کی طرف اُٹھاتا تھا اور گاہے گاہے نہایت دہشتناک انداز میں گرج رہا تھا۔

وہ پریشان حال آدمی اِس منظر کو ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا تھا۔ یُوں معلوم ہوتا تھا کہ اُس کی رُوح اُس کی نگاہیں اُتر آئی ہو۔ اُدھر لڑکا بدستور دست بدعا تھا اور یوں معلوم ہوتا تھا کہ شیر اُس لڑکے پہ حملہ کرنا نہیں چاہتا۔ اِس دوران میں تماشائی بے صبری سے آپے سے باہر ہو رہے تھے۔ ہر طرف سے طرح طرح کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔ اس ساری ہاؤہو اور

شور و غوغے کا واحد مقصد شیر کو تلملانا اور غصّے میں لانا تھا تاکہ وہ لڑکے پر حملہ کر دے۔

لیکن عین اُس وقت اِس تمام کُہرام کے درمیان ایک گرج دار اور غمناک آواز فضا میں بلند ہوئی اور ذیل کے الفاظ سُنائی دیئے:
"اے قدوس و برحق! تو کب تک انصاف نہ کرے گا اور زمین کے رہنے والوں سے ہمارے خون کا بدلہ نہ لے گا؟"

ہر طرف گہرا سکوت چھا گیا اور تماشائی حیرت سے ایک دوسرے پر نگاہ ڈال کر رہ گئے کیونکہ جلد ہی پھر اُسی آواز نے مُہرِ سکوت توڑی۔ اس وقت ہر لفظ بڑی صفائی سے سُنائی دے رہا تھا۔

"دیکھو وہ بادلوں کے ساتھ آنے والا ہے۔
اور ہر آنکھ اُسے دیکھے گی
اور جنہوں نے اُسے چھیدا تھا وہ بھی دیکھیں گے۔
اور زمین پر کے سب قبیلے اُس کے سبب سے چھاتی پیٹیں گے۔
بے شک آمین!"

"اے قدوس! جو ہے اور جو تھا تو عادل ہے کہ تو نے یہ انصاف کیا۔ کیونکہ اُنہوں نے مُقدّسوں اور نبیوں کا خون بہایا تھا اور تو نے اُنہیں خون پلایا۔ وہ اِسی لائق ہیں۔
اے خداوند خدا قادرِ مطلق!
بے شک تیرے فیصلے درست اور راست ہیں۔"

اب ہر طرف سے چیخ و پکار کی آوازیں آنے لگیں۔ جلد ہی اِس ہنگامے کا سبب معلوم ہو گیا۔ ایک طرف سے آواز آئی:

"یہ کوئی لعنتی مسیحی ہے۔ ہاں یہ وہ دیوانا چینا ہے"۔
"اُسے چار دن سے بغیر خوراک کے قید میں رکھا گیا ہے"۔ کسی دوسرے نے وضاحت کی۔

"اُسے باہر لا کر شیر کے حوالے کر دو"۔

اسی قسم کی آوازوں نے آسمان سر پر اُٹھا لیا۔ شیر اِس شور و غوغے سے بے طرح تلملا اُٹھا۔ محافظوں نے ہجوم کا مطالبہ سُن لیا تھا اور وہ فوراً اُسے پُورا کرنے کو بھاگے۔

ایک مرتبہ پھر دنگل کا دروازہ کُھلنے کی آواز آئی اور شیر کے لئے نئے شکار کو اندر دھکیل دیا گیا جو اپنی پیلی رنگت، ضعیفی اور انتہائی نقاہت کی وجہ سے اِنسان نہیں بلکہ انسانی ڈھانچہ معلوم ہوتا تھا۔ اُس کے بال عرصہ سے کنگھی نہ کیئے جانے کی وجہ سے جٹا دیں بن چکے تھے، تاہم اُس کی آنکھیں ایک غیر قدرتی چمک سے دمک رہی تھیں۔ وہ لڑکھڑاتے قدموں سے دنگل کے درمیان آ کھڑا ہُوا۔ شیر نے اُسے دیکھا اور اُس کی طرف لپکا اور اُس سے کچھ فاصلے پر جست لگانے کی تیاری میں وہ گھات میں لگانے کے انداز میں اکڑوں بیٹھ گیا۔ مگر چینا نے اُسے بالکل نہ دیکھا کیونکہ اُس کی نگاہ شیر کی بجائے تماشائیوں پر ٹکی تھی۔ دنگل میں موجود لڑکا جو اب تک دوزانو بیٹھا تھا اُٹھا، عین اُس وقت چینا نے تماشائیوں کی طرف دیکھ کر اپنا بازو اُوپر اُٹھا کر فضا میں لہرایا! اور بطور سابق ہولناک آواز میں پکار کر بولا "افسوس! افسوس! زمین پر کے سب رہنے والوں پر......"

چینا کی آواز خاک و خون کے طوفان میں ڈوب کر رہ گئی کیونکہ شیر نے جست لگا کر آنِ واحد میں اُس کا کام تمام کر دیا تھا۔

اب اُسکی خون کی پیاس پوری طرح بیدار ہو چکی تھی۔ دوسرے ہی لمحے وہ اپنی تمام تر وحشت کے ساتھ لڑکے کے سامنے جا کھڑا ہوا۔ لڑکا اپنا خاتمہ قریب جان کر دوبارہ گھٹنوں کے بل ہو کر بدستِ دعا ہوا۔ سب پر موت کا سکوت چھا گیا۔ وہ دم بخود ہو کر کشت و خون سے اس نئے منظر کے لئے ہمہ تن دید بن گئے۔ اب وہ شخص جو تماشائیوں میں ٹکٹکی لگائے بیٹھا تھا سیدھا کھڑا ہو گیا۔ اُس کی نگاہیں بدستور لڑکے پر گڑی تھیں۔ اُس کی پشت پر سے آوازیں آنے لگیں

"ارے بھائی کیا کر رہے ہو، نیچے بیٹھو۔"

"سُنا نہیں تم نے۔ نیچے بیٹھو۔ ہمیں کچھ نظر نہیں آتا۔"

لیکن وہ شخص سُنی ان سُنی کر گیا، یا ہو سکتا ہے اُس نے اپنی محویت کے عالم میں کچھ سُنا ہی نہ ہو۔ لیکن اُس کو بٹھانے کا مطالبہ کرنے والی آوازیں ختم نہ ہوئیں۔ شور و غل بڑھتا چلا گیا اور اتنا زور پکڑ گیا کہ نیچے کھڑے ہوئے افسر ہنگامے کا سبب دریافت کرنے کے لئے سر پھیر کر دیکھنے پر مجبور ہو گئے۔ لوکلس بھی اُن افسروں میں موجود تھا۔ اُس نے ایک نظر ڈالی اور چونک اُٹھا۔ اُس کا رنگ فق ہو گیا۔

"مارسلس" وہ بڑبڑایا اور لڑکھڑا کر پیچھے کو ہٹا۔ مگر اگلے ہی لمحے وہ اپنے آپ پر قابو پا کر جائے وقوع کی طرف لپکا۔ لیکن عین اُس وقت ہجوم کی طرف سے بڑبڑاہٹ کی آوازیں بلند ہوئیں۔ شیر بدستور

دعا لڑکے کے ارد گرد چکر لگاتے ہوئے زیادہ غضبناک ہوتا جاتا تھا۔ اب وہ اُس پر جست لگانے کی غرض سے گھات لگانے کے انداز میں اُس کے سامنے بیٹھ گیا۔

لڑکا اُٹھ کھڑا ہوا۔ اُس کے چہرے پر فرشتوں کا سا تاثر تھا اور اُس کی آنکھیں اعلیٰ وارفع جذبے کے تحت ستاروں کی طرح دمک رہی تھیں۔ وہ اس دنگل یا اُس کی بلند دیواروں یا قطار در قطار نشستوں پر خون کے پیاسے تماشائیوں کو یا دنگل میں خونخوار شیر کو نہیں دیکھ رہا تھا، بلکہ اُس کی رُوح آسمانی منزل کے سُنہری پھاٹکوں میں گویا پہلے ہی داخل ہو چکی تھی جہاں اُس کی نظر اُس کی تجلیوں سے ہمکنار تھی۔

تب وہ یکایک پکار اُٹھا

"امی جان! میں آرہا ہوں۔ خداوند یسوع! میری رُوح کو قبول کر۔"

مذکورہ بالا الفاظ ہجوم نے صفائی سے سُنے۔

عین اُس وقت گھات میں بیٹھے ہوئے شیر نے جست لگائی اور اگلے ہی لمحے لڑکے کا جسم گرد و غبار کے بادلوں میں حرکت کرتا نظر آیا۔ جونہی جسم ساکن ہوا شیر پیچھے ہٹ گیا۔ ریت شہید کے لہو سے لال ہو گئی تھی اور بلند کردار اور پاکباز پولیو کی نچی کھچی لاش ٹکڑوں میں بٹی پڑی تھی۔

تماشاگاہ پر گہری خاموشی چھا گئی تھی۔ اس گہرے سکوت میں ایک آواز فضا میں ڈنکے پر چوٹ کی طرح اُبھری اور ہجوم سکتے میں آگیا۔ الفاظ تھے:

"اے موت! تیرا ڈنک کہاں رہا؟ اب موت تیری فتح کہاں رہی۔

خدا کا شکر ہے جو ہمارے خداوند یسوع مسیح کے وسیلہ سے ہم کو فتح بخشتا ہے۔"
اِن الفاظ کا سُننا تھا کہ ہزارہا آدمی غصّے سے بھڑک کر اُٹھ بیٹھے اور دس ہزار ہاتھ اِس گستاخ کی طرف لپکے۔
"مسیحی! مسیحی! جانے نہ پائے۔"
"اُس کو آگ کی نذر کر دو۔"
"نہیں شیر کے حوالے کر دو۔"
"نیچے دنگل میں پھینک دو۔"
غرض تماشاگاہ میں کہرام مچ گیا۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ اس بلوے کا باعث یہ مسیحی، مارسلس کے علاوہ کوئی اور نہ تھا۔ تماشائیوں کی آنکھوں میں خون اُتر آیا تھا۔ اور یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ دنگل میں دندناتا شیر اُتنا خونخوار نظر نہ آتا تھا جتنا یہ ہجوم۔ اگر لوکلس بر وقت موقع پر پہنچ کر اُسے اپنے ہاتھ میں نہ لے لیتا تو وہ اُس کی تکّا بوٹی کر دیتے۔ اُس نے اُنہیں دائیں بائیں دھکیل کر پیچھے ہٹایا اور مارسلس کو اُن کے چنگل سے باہر لے آیا۔ تب تک سپاہیوں کا دستہ اسکی مدد کو پہنچ چکا تھا۔ اُس نے مارسلس کو انکے سپرد کیا اور وہ سب اسکی راہبری میں تماشاگاہ سے باہر نکل آئے۔ تماشاگاہ سے باہر آکر اُس نے دوبارہ مارسلس کو اپنی حفاظت میں لے لیا اور سپاہی اُس سے چند قدم کے فاصلے پر قدم مارنے لگے۔
وہ بولا "مارسلس تم کیوں ہاتھ دھو کر اپنی زندگی کے پیچھے پڑے ہوئے ہو؟"
"میں مانتا ہوں مجھ سے بھول ہوئی۔ مگر وہ معصوم جسے میں عزیز رکھتا تھا میری آنکھوں کے سامنے دم توڑ رہا تھا۔ میں اپنے اُوپر قابو نہ رکھ سکا۔ لیکن اب مجھے افسوس نہیں۔ میں بھی اپنے بادشاہ اور خداوند

کے لئے جان دینے کو تیار ہوں۔"

"تم بالکل گئے گذرے ہو۔ تم سے بحث بیکار ہے۔"

"سچ جانو میں اپنا راز فاش نہیں کرنا چاہتا تھا مگر جو ہونا تھا سو ہوا۔ مجھے اب کچھ افسوس نہیں بلکہ میں خوش ہوں کہ مجھے اپنے مسیح کی خاطر دکھ اٹھانے کی سعادت ملی ہے۔"

"آہ! میرے دوست کیا تمہارے نزدیک زندگی کی کوئی وقعت نہیں؟"

"مجھے اپنا مسیح زندگی سے زیادہ عزیز ہے۔"

"پاگل نہ بنو۔ ہمارے سامنے اتفاق سے سڑک خالی ہے۔ تم جلدی کرو اور بظاہر ہاتھ چھڑا کر بھاگ جاؤ اور اپنی جان بچالو۔" لوکلس تیزی سے دبی زبان میں بول رہا تھا کیونکہ سپاہی اُن سے بیس قدم کے فاصلے پر چلے آرہے تھے۔ فرار کی صورت نکل سکتی تھی لیکن مارسلس نے اپنے دوست کا ہاتھ دباتے ہوئے کہا

"میں تمہاری عزت کو زک پہنچا کر زندگی حاصل کرنا نہیں چاہتا اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ ہماری دوستی تمہارے لئے مشکلات کا باعث بن جائے۔ لیکن اتنا جانتا ہوں کہ فرار کا مشورہ دینے والا دل جو تمہارے سینے میں دھڑکتا ہے بڑا مہربان ہے اور یقین مانو میں اُسکو دل سے چاہتا ہوں۔"

اس پر لوکلس آہ بھر کر خاموشی سے اُس کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔

چودھواں باب

آزمائش

اُس رات لوکلس قید خانے کی کوٹھڑی میں اپنے دوست کے ساتھ ہی بیٹھا رہا۔ اُس کا خیال تھا کہ بحث و تمحیص اور خلوص و محبت کا حربہ استعمال کر کے وہ اُسے مصلحت کی راہ اختیار کرنے پر مجبور کر لے گا تاکہ وہ اپنی جان بچالے۔ وہ سر توڑ کوشش کرتے ہوئے نہایت پُرخلوص لہجے میں کہہ رہا تھا "مارسلس، میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ تم اپنے مذہب سے ہمیشہ کے لئے منہ موڑ لو۔ میں تو صرف یہی کہہ رہا ہوں کہ فی الحال تم مصلحت کی خاطر اسے بالائے طاق رکھ دو۔ قیصر کا قہر اس وقت مسیحیوں کے خلاف انتہا کو پہنچا ہوا ہے اور اُس کے غضب کی آگ اس فرقے کے ہر چھوٹے بڑے، پیر و جواں، مرد و عورت کو بھسم کر رہی ہے۔ تم نے تو خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ اس معاملے میں کسی امیر یا غریب، بچے یا بوڑھے کا خیال نہیں کیا جاتا۔ بے چارے چینا کا سودا لی پن اور پولیو کی کمسنی بھی آڑے نہ آسکی حالانکہ عام حالات میں دونوں کی گرفتاری جائز نہ تھی۔ لہٰذا میری تم سے یہ التجا ہے کہ تم وقتی طور پر مسیحی مذہب سے کنارہ کشی اختیار کر لو۔ حالات کا رُخ بدلنے پر

جو مرضی ہو کر لینا۔ کاش پولیو اِس مصلحت کو سمجھ لیتا تو اُس کی جان بھی بآسانی بچ سکتی تھی۔ اُس کے لئے تو سب کے دلوں میں سوائے ہمدردی کے جذبات کے اور کچھ نہ تھا۔ اوّل تو اُس کی کمسنی کے باعث اُس کو اُس کے اقدامات کا ذمہ دار ٹھہرایا نہ جا سکتا تھا۔ دوم اُس کے عالی مرتبت خاندان کے لئے لوگوں کے دلوں میں بے حد عزت و عقیدت تھی لیکن یہ سب اُمور بھی مسیحیوں کے خلاف کڑے قوانین میں کوئی لچک پیدا نہ کر سکے۔"

"میں یہ سب کچھ بخوبی جانتا ہوں اور یہ بھی کہ مسیحیوں پر قطعی رحم نہیں کیا جائے گا۔ تاریکی کا سردار خداوند کی کلیسیا کے خلاف اُٹھ کھڑا ہوا ہے۔ مگر یاد رہے کہ دوزخ کے دروازے کبھی کلیسیا پر غالب نہیں آ سکتے کیونکہ اُس کی بنیاد چٹان پر ہے۔ میں نے اپنی آنکھوں سے اپنے بلند کردار مسیحی ساتھیوں کو اذیت اُٹھاتے دیکھا ہے۔ میں جانتا ہوں عدل کی آنکھیں اُن کے حق میں اندھی ہو چکی ہیں لیکن میرے عزیز! جب سے میں نے مسیح خداوند کو اپنا ذاتی نجات دہندہ قبول کیا ہے، اُسی وقت سے میں اُس کے نتائج بھگتنے کو تیار ہوں۔"

"مارسلس، جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں میں تم سے مذہب کو ترک کرنے کا مطالبہ نہیں کرتا۔ اگر اسے ترک کرنا محال ہے تو نہ کرو۔ مگر حالات کی وجہ سے، مصلحت کی خاطر اپنے رویے میں کسی قدر لچک پیدا کر دو۔ ٹھاٹھیں مارتے ہوئے طوفان کے سامنے سر کو جھکا دو۔ طوفان کے گذر جانے کے بعد تم پھر سر سیدھا کر کے کھڑے ہو سکتے ہو۔ کسی سر پھرے متعصبی جیسا طرزِ فکر ترک کر کے دانا انسان

کی طرح اس مسئلے پر غور کرو۔"

"تو تم کیا چاہتے ہو کہ میں کروں؟"

"میں یہ کہہ رہا ہوں کہ چند سالوں میں حالات یقیناً بدل جائیں گے۔ مسیحیوں کے خلاف ایذارسانی کا یہ دور یا تو اپنی موت آپ مر جائے گا یا شہنشاہ کی موت پر ٹھنڈ یا کے اُبال کی طرح بیٹھ جائے گا۔ مجھے پوری پوری امید ہے کہ آئندہ آنے والے حکام مسیحیوں کے حق میں اس پالیسی پر کاربند نہ رہیں گے۔ تب مسیحی لوگ روپوش ہونے کی ضرورت محسوس نہ کریں گے اور اپنی اپنی پناہ گاہوں سے نکل کر واپس شہر میں آکر ہم لوگوں کے ساتھ بود و باش کریں گے۔ وہ دوبارہ اپنی املاک پر قابض ہو کر عزّت و آبرو کی زندگی بسر کریں گے اور بطورِ سابق باوقار اور صاحبِ اختیار افراد ہوں گے۔ اُس وقت تم بصد شوق مسیحی ہونے کا اعلان کر سکتے ہو۔ فی الحال نہیں۔ لہٰذا ان اُمور کو مدِّنظر رکھتے ہوئے تمہیں اِس وقت یونہی جان گنوانے کی ضرورت نہیں جب کہ تم اِس جان سے اپنے ملک کی خدمت کر سکتے ہو اور خوش باش زندگی بھی بسر کر سکتے ہو۔

"عزیزم! میرا مشورہ مانو اور ظاہرداری کے لئے دوبارہ حکومت کے مذہب کو گلے لگالو۔ تھوڑے عرصے ہی کی تو بات ہے۔ بعد ازاں جب موجودہ خطرہ ٹل جائے گا تم پھر سے مسیحیت اختیار کر سکتے ہو۔"

"میرے عزیز یہ ناممکن ہے! مجھ سے تمہارے مشورے کے مطابق مذہب کو لباس کی طرح پہنا یا اُتارا نہ جائے گا۔ سچ کہوں تو میری

رُوح ایسے خیال ہی سے کانپ اُٹھتی ہے۔ خدا نہ کرے میں اِس طرح کی دُہری ریاکاری کا مرتکب ہوں۔ اُس صورت میں نہ میں خدا کا وفادار ہوں گا اور نہ حکومت کا۔
"آہ! اگر تم جانتے کہ میرے اندر کوئی تبدیلی رُونما ہو چکی ہے تو یہ مشورہ نہ دیتے۔ کیونکہ میری دانست میں اس پر عمل کرنے سے میری رُوح گناہ آلُودہ ہو جائے گی اور وہ دُنیا اور خدا دونوں ہی کی مجرم اور گنہگار ٹھہرے گی۔ میں معذرت چاہتا ہوں مگر یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ میں موت کو خواہ وہ کتنی ہی اذیّت ناک کیوں نہ ہو قبول کر سکتا ہوں مگر ریاکاری سے کام نہیں لے سکتا۔"
مارسلس، تم اپنے نظریات میں انتہا پسند ہو کہ مجھے یہ احساس ہونے لگتا ہے کہ میں تمہیں بچا نہ سکوں۔ میں کامیاب نہ ہو سکوں گا۔" کاش تم اِس مسئلے پر جذبات سے نہیں، عقل سے غور کر سکو۔ میں پھر کہتا ہوں کہ وقتی طور پر اِس روش سے کنارہ کشی اختیار کرنا غلط کاری نہیں حکمتِ عملی ہے۔ ریاکاری نہیں دانشوری ہے۔"
"خدا نہ کرے کہ میں اُس کے خلاف گناہ کا ارتکاب کر دوں۔"
"ذرا ٹھنڈے دل سے سوچو۔ میرا خیال ہے میرے مشورے پر عمل کرنا نہ صرف تمہارے لئے بلکہ دیگر سب مسیحیوں کے لئے بھی مفید ہو گا کیونکہ اِس صورت میں تم مسیحیوں کی جنہیں تم دل سے چاہتے ہو زیادہ مدد کر سکو گے۔ تم بخوبی جانتے ہو کہ تمہارا فرزند اِس رُوپوشی کے دَور میں اُن لوگوں کا مرہونِ منّت ہے جو حکومت کا مذہب رکھتے ہیں مگر درپردہ مسیحیت کو پسند کرتے ہیں۔ کیا تم اِن لوگوں کو زیاں کار اور ریاکار قرار دیتے ہو؟ کیا وہ درحقیقت

تم لوگوں کے معاون، محسن یا دستگیر دست نہیں ؟"

لیکن اِن لوگوں اور مجھ میں بہت فرق ہے۔ وہ مسیحی ایمان و اعتقاد کی اُمید سے اُس طور پر آشنا نہیں جیسے میں ہوں۔ نہ وہ نئی پیدائش کے تجربے سے واقف ہیں جو انسان کو ایسی الٰہی فطرت عطا کرتی ہے جو اُسے ہر وقت نیکی کی ترغیب دیتی ہے اور نہ پاک رُوح کی قائم رہنے والی حضوری کو جانتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ زندہ خدا کے بیٹے کے ساتھ رفاقت سے قطعی لاعلم اور محروم ہیں۔ اِس کے باوجود اگر وہ مصیبت زدہ مسیحیوں کے ساتھ ہمدردی رکھتے اور اُن کی مدد کرتے ہیں تو ان کے لئے یہ کارِ خیر ہے۔ لیکن وہ مسیحی جو اپنے ایمان کو ترک کر کے اپنے فدیہ دینے والے کا انکار کرتا ہے، تم ہی کہو کہ اُس کی غدارانہ فطرت کو یہ توفیق کیوں کر ہو سکتی ہے کہ وہ ترکِ تعلق کے بعد اُن بھائیوں کی مدد کرے جن کو فراموش کرنے کا فیصلہ وہ کر چکا ہے۔"

"اگر یہ ناقابلِ قبول ہے تو پھر میرے پاس ایک ہی تجویز باقی رہ گئی ہے اور یہ میری آخری اُمید ہے۔ میں یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ یہ ضرور کامیاب رہے گی مگر کوشش کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ کاش میں تمہاری رضامندی حاصل کر سکوں۔"

"مارسلس تم اب تک بنیادی طور پر ایک ذمہ دار سپاہی تھے اور اپنے تمام فرائض کو بطرزِ احسن سرانجام دیتے تھے۔ مذہبی رسوم میں تم حصّہ نہیں لیتے تھے۔ مندروں میں شاذ و نادر ہی تم جاتے تھے۔ تم اپنا زیادہ تر وقت کیمپ میں بسر کرتے تھے اور تمہاری عبادات سب تنہائی

ہیں کی جا سکتی تھیں۔ تم ہمارے پیشروؤں کی بجائے فلاسفروں کی کتب سے اپنے لئے ہدایت حاصل کرتے تھے۔ میری درخواست یہ ہے کہ تم بالکل پہلے والے مارسلس کی صورت میں دوبارہ اپنی ملازمت سنبھال لو۔ تمہیں اپنے مذہب کو ترک کرنے کی ضرورت نہیں اور نہ دیوتاؤں کے سامنے قربانی گذرانے کی حاجت۔ غرض تمہیں عملاً کوئی ایسا قدم اٹھانا نہیں پڑے گا جو تمہارے اعتقاد کے منافی ہو۔ فقط ماضی کے اِس اقدام کو قبول جاؤ اور دل ہی دل میں وہی رہو جو ہو گئے۔ مذہبی عقائد کے معاملے میں مصلحتاً فی الحال خاموش رہو۔ اجلاس اور تقریبات میں میرے ساتھ ساتھ رہو اور خوشگوار گفت و شنید میں حصّہ لو۔ اپنے پہلے والے مشاغل کو اپناؤ۔ ایسا کرنے میں تمہیں کوئی ناگواری محسوس نہ ہوگی۔ حکام تمہاری غیر حاضری اور غلط کاری کو نظر انداز کر دیں گے اور اگر بالفرض محال وہ ایسا کرنے پر رضامند نہ ہوں تو زیادہ سے زیادہ یہی ہوگا کہ تمہیں اِس عہدے سے برطرف کر کے تمہارے پہلے عہدے پر فائز کر دیا جائے گا اور تم پھر سے فوج کے کپتان بن جاؤ گے اور حالات پھر معمول پر آ جائیں گے۔ صرف تمہیں یہ احتیاط برتنی ہوگی کہ اپنے مذہبی عقائد کے متعلق عقل سے کام لے کر خاموش رہو۔ اگر تم روم میں رہو گے تو لوگ یہ کہیں گے کہ تمہاری تبدیلیٔ مذہب کے متعلق کسی نے بے پر کی اڑائی ہوگی اور اگر بیرونِ ملک بھیج دیئے گئے تو بھی صاف بچ جاؤ گے۔"

"میرے پیارے دوست، تم اپنے جوش میں بعض نہایت اہم امور کو نظر انداز کر رہے ہو۔ میرا خیال ہے کہ اگر میں تمہارا مشورہ مان بھی لوں

تو بھی یہ بیل منڈھے نہ چڑھ سکے گی۔ تم جانتے ہو کہ میرے متعلق اعلانات ہو چکے ہیں اور میری گرفتاری کے لئے انعام بھی مقرر کیا گیا ہے اور سب سے بڑھ کر میری وہ غلطی ہے جو تماشا گاہ میں شہنشاہ کی موجودگی میں مجھ سے سرزد ہوئی۔ ان حالات میں میرے معاف کر دیئے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن اگر ایسا ممکن ہوتا تو بھی میں معذرت کے ساتھ یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ میں تمہارے مشورے کو قابل قبول نہیں سمجھتا۔

جس راستے پر مجھے چلنا ہے میں اُس کا انتخاب کر چکا ہوں۔ میں آندھی ہو یا طوفان اسی راہ پر چلتا رہوں گا۔ جو کچھ مجھے درپیش ہے میں اُس سے بخوبی واقف ہوں اور اپنے اقدام کے نتائج کا بھی پورا پورا علم رکھتا ہوں، تاہم ہر حال میں اسی روش پر قائم رہوں گا۔ کوئی دوسری شخصیت میرے منجی کی عبادت اور پیروی کرنے کے لائق نہیں۔ لازم ہے کہ اُس کے پیروکار دوسروں کے سامنے علانیہ اُس کا اقرار کریں کیونکہ اُس نے خود فرمایا ہے کہ "جو کوئی آدمیوں کے سامنے میرا اقرار کرے گا میں بھی اپنے باپ کے سامنے جو آسمان پر ہے اس کا اقرار کروں گا۔

"میرے نزدیک اپنی ظاہرداری سے اُس کا انکار کرنا اُتنا ہی سنگین ہے جتنا منہ سے انکار۔ میں ایسا نہیں کر سکتا۔ اُس نے مجھ سے پہلے محبت کی ہے اور اب میں بھی اُس سے محبت کرتا ہوں۔ آدمیوں کے سامنے اُس کا علانیہ اقرار کرنا میری سب سے بڑی مسرت ہے اور اُس کی خاطر موت کو تسلیم کرنا سب سے بڑی سعادت۔ میرے خداوند

نے شہیدوں کے لئے ایک خاص انعام رکھا ہے - ایک بیش بہا تاج میرا ایمان ہے کہ یہ جلیل القدر اعزاز مجھے عطا کیا جائے گا۔

لوکلس جان گیا کہ اِس سلسلے میں مزید بحث بے سُود ثابت ہوگی، لہٰذا وہ اِس موضوع پر خاموش ہوگیا۔ مارسلس اپنے دوست کی محبت اور اپنے بچاؤ کے لئے اُس کی پُر خلوص کوشش سے بہت متاثر ہُوا تھا۔ تھوڑی دیر اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے کے بعد جلد ہی اُس نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ اپنا اظہارِ تشکر اس طرح کر سکتا ہے کہ اُسے اُس بیش بہا خزانے یعنی خدا کی بادشاہت سے متعارف کرائے۔ لوکلس دوستی کی خاطر صبر سے اُس کی سُنتا رہا تاہم مارسلس کے بعض الفاظ اُس کے ذہن نشین ہو گئے۔

اگلے ہی دن مارسلس پر مقدمہ چلایا گیا۔ ساری کارروائی نہایت ہی مختصر اور فقط قانون کو پُورا کرنے کی غرض سے کی گئی تھی۔ اُس کا عزم اور ارادہ چٹان کی طرح مضبوط اور غیر متزلزل رہا۔ اُس نے اپنے حق میں سزائے موت کے حکم کو بے چون و چرا کمال اطمینان کے ساتھ سُنا۔ اُسے بتا دیا گیا کہ اُس کی موت نہ کسی تماشاگر کے ہاتھوں ہوگی نہ جنگلی درندوں کے چُنگل سے بلکہ سب سے زیادہ اذیت ناک ذریعے یعنی آگ سے واقع ہوگی اور اس کے لئے اُسی دن کی سہ پہر کا وقت مقرر کیا گیا تھا۔

کافروں کو جلانے کے لئے ایک نوکدار کھمبے گول تماشاگاہ کے عین درمیان نصب کیا گیا تھا۔ جس کے ارد گرد چھوٹی چھوٹی سوکھی لکڑیوں کا ڈھیر خوب اُونچائی تک چلا گیا تھا۔ مقررہ وقت پر مارسلس ظالم محافظوں

کی نگرانی میں) دنگل میں داخل ہُوا۔ وہ اُسے مُکے مارتے اور ٹھٹھوں میں اڑاتے جارہے تھے۔ اُس نے تماشائیوں کے بڑے ہجوم پر نظر ڈالی جس میں مرد، عورتیں سب ہی شامل تھے۔ مگر سب کے سب چہرے اُسے سخت گیر دکھائی دیئے۔ پھر اُس نے اپنے گردو پیش دنگل پر نظر دوڑائی اور اُسے خیال آیا میں اُسی جگہ کھڑا ہوں جہاں مجھ سے پیشتر ہزارہا مسیحی جامِ شہادت نوش کر کے شہیدوں کے لشکر کی صف میں شامل ہو چکے ہیں جہاں وہ برّے کے تخت کے گرد کھڑے ہمیشہ عبادت کرتے رہیں گے۔ پھر اُسے اُن بچوں کا خیال آیا جن کی موت کے ہولناک منظر کو اُس نے دیکھا تھا اور اُسے اُس وقت بھی اُن کا وہ شیریں اور دلنشیں نغمہ یاد آ آیا۔

"جو ہم سے محبت رکھتا ہے۔ اور جس نے اپنے خون کے وسیلہ سے ہم کو گناہوں سے مخلصی بخشی۔ اُس کا جلال اور سلطنت ابدالآباد رہے۔ آمین!"

یکایک محافظوں کی گرفت نے اُس کے خیالات کا سلسلہ منقطع کر دیا۔ وُہ اُسے بے دردی سے پکڑ کر بلی کے پاس لے گئے، جہاں انہوں نے اُسے اُس کے ساتھ مضبوط زنجیروں کے ساتھ باندھ دیا تاکہ وہ کسی طرح فرار نہ ہو سکے۔ مارسلّس زیرِ لب بولا

"اب میری جہان سے جدائی کا وقت آن پہنچا۔ اب میں قربان کئے جانے کے لئے بالکل تیار ہوں۔"

پھر لکڑیوں کو آنچ لگا دی گئی۔ شعلے اُوپر اُٹھنے لگے تو دھوئیں کی چادر نے تھوڑی دیر کے لئے مارسلّس کو تماشائیوں کی نظروں سے

اوجھل کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد اُنہوں نے دیکھا کہ وہ آگ کے الاؤ میں آسمان کی طرف نگاہ اُٹھائے ہاتھ جوڑے کھڑا ہے۔ اب اُس کے گرداگرد کی لکڑیوں کو بھسم کرنے والے شعلے تیز سے تیز تر ہوتے جاتے تھے۔ آگ قریب تر ہوتی گئی۔

ایک دفعہ پھر دھوئیں کی سیاہ چادر نے اُسے ڈھانپ لیا۔ جب دھواں کم ہوا تو تماشائیوں نے دیکھا کہ وہ شعلوں کی پھٹتی اور لپکتی ہوئی زبانوں کے درمیان اطمینان سے کھڑا ہے۔ کیوں نہ ہو اُس نے ایمان کے ہاتھوں سے اپنے منجی یسوع کا دامن تھام رکھا تھا اور حالانکہ تماشائی اُسے دیکھ نہ سکتے تھے تاہم مارسلس کا نجات دہندہ یقیناً وہاں موجود تھا اور اُس کا ابدی بازو اپنے وفادار پیروکار کو تھامے ہوئے تھا۔ اُس کا پاک رُوح اُس کی طاقت و تقویت کا سرچشمہ تھا۔

اَب آگ کے شعلے اُسے ہر طرف سے چاٹتے ہوئے دکھائی دیئے۔ جان اُس کے بدن میں پہلے کی نسبت زیادہ تیزی سے حرکت کر رہی تھی۔ پھر وہ اُس کے جسم میں یکایک کانپ اُٹھی اور اُس کی رُوح فردوس میں ابدی آرام کے لئے پہنچ گئی۔

اُس کے بدن میں تناؤ پیدا ہو گیا۔ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے درد کی ٹیس اُس کی برداشت سے باہر ہو لیکن فوراً اُس نے اِس کیفیت پر قابو پا لیا۔ اُس نے اپنے بازو اُوپر اُٹھا کر انہیں لمحہ بھر کے لئے آہستہ آہستہ فضا میں ہلایا اور بآوازِ بلند پکارا

"فتح!"

اس فاتحانہ للکار کے ساتھ ہی وُہ مُنہ کے بَل لپکتے شعلوں میں گِر پڑا۔ مگر اُس کی رُوح قفسِ عنصری سے پرواز کر کے مسیح خداوند کے حضور جا پہنچی جہاں زندگی کا تاج اس کا منتظر تھا۔

پندرھواں باب

لوکلس

ایک تماشائی جسمانی اذیت کے اس منظر کو انتہائی انہماک سے دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھیں پل بھر کے لئے بھی مارسلس کے چہرے سے اِدھر اُدھر نہ ہوئی تھیں۔ اِس دوران اُس کے چہرے سے شدید غم اور ذہنی کرب کے آثار بخوبی نمایاں تھے۔ اُس کی آنکھوں نے ہر اُس حرکت کا جائزہ لیا تھا جو مارسلس سے سرزد ہوئی اور ہر تاثر کو پڑھا تھا جو اِس اثنا میں مارسلس کے چہرے پر ظاہر ہوا۔ اُس نے ہر اُس لفظ کو سُنا تھا جو اذیت اُٹھاتے ہوئے شہید کے لبوں سے نکلا تھا۔

تماشا گاہ ویران و سنسان پڑی تھی۔ تماشائی سب کے رخصت ہو چکے تھے۔ تماشا گاہ کی قطار در قطار، اوپر کو اُٹھتی ہوئی سلسلہ وار نشستوں میں وہ واحد شخص تن تنہا بیٹھا تھا۔ وہ غم سے نڈھال اور پریشان حال تھا۔

آخر کار خاصی دیر بعد وہ اپنی جگہ سے اُٹھا اُس نے دنگل کے دروازے کی طرف قدم بڑھائے۔ اب اُس کی چال کا باوقار انداز اور چستی یکسر غائب ہو چکی تھی۔ اُس کی غمزدہ نگاہیں خلا میں گھور رہی تھیں

اور یہ سب امور یہ تاثر دے رہے تھے کہ گویا اُس پر اچانک کسی شدید بیماری نے حملہ کر دیا ہو۔ وہاں پہنچ کر اُس کا اشارہ پاتے ہی ملازموں نے دروازہ کھول دیا۔ تب وہ شخص بولا

"مجھے ایک خاکدان لا دو"

یہ کہہ کر وہ خود بجھتی ہوئی آگ کے انگاروں کو بغور دیکھنے لگا۔ جن میں اُسے چند جھلسی ہوئی ہڈیاں اور انسانی جسم کے وہ حصے جو خاکستر ہو چکے تھے نظر آئے۔ تب ملازم خاکدان لے آیا اور اُس نے خاموشی سے اُسے اپنے ہاتھ میں لے لیا اور پھر چند جھلسی ہوئی ہڈیاں اور کچھ خاک بڑی احتیاط سے اٹھا کر خاکدان میں ڈال لی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ کیا میرے دوست مارسلس کے وجیہہ جسم کی یہی یادگار باقی رہ گئی ہے؟

جب وہ دنگل سے باہر جانے لگا تو ایک سفید ریش بزرگ اُس کے پاس آ کھڑا ہوا۔ لوکلس کے قدم خود بخود رک گئے۔ وہ نہایت دھیمی آواز اور حیرت کے لہجے میں بولا

"میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں؟"

"میں مسیحیوں کا ایلڈر سنورئیس ہوں۔ آج یہاں میرے ایک نہایت ہی عزیز دوست کو جلا دیا گیا ہے۔ میں اِس لئے حاضر ہوا ہوں کہ اگر ممکن ہو تو اُس کی خاک کو دفن کرنے کے لئے لے جا سکوں۔"

"محترم، یہ تو اچھا ہوا کہ آپ نے مجھ ہی کو مخاطب کیا ہے، ورنہ اگر آپ کسی دوسرے کے سامنے اپنا نام لیتے تو وہ ایک دم آپ کو گرفتار کر لیتا۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کی گرفتاری کے لئے بھی انعام مقرر

کر دیا گیا ہے ؟ اور ہاں، مجھے افسوس ہے کہ آپ کی درخواست قابلِ قبول نہیں۔ دراصل میں خود اِس خاک کو بڑی عقیدت اور پورے اعزازات کے ساتھ اپنے خاندانی مقبرے میں دفن کرنا چاہتا ہوں کیونکہ وہ میرا عزیز ترین دوست تھا جس کی موت سے مجھے یہ دُنیا اُجاڑ بیابان نظر آتی ہے اور یہ زندگی ایک ناقابلِ برداشت بوجھ ؟
"تو پھر آپ یقیناً لوکلس ہوں گے۔ مارسلس آپ کا ذکرِ خیر بڑی محبت سے کیا کرتا تھا۔"

"ہاں۔ آپ نے درست سمجھا۔ ہم ایک دوسرے کے سچے اور مخلص دوست تھے۔ میں نے ایسے انتظامات کر لئے تھے کہ اُسے کبھی گرفتار نہ کیا جا سکے تاوقتیکہ وہ خود اپنے آپ کو قانون کے حوالے کر دے لیکن میری شومیٔ قسمت کہ وہ خود شہنشاہ کی نظروں کے سامنے آگیا اور میں اپنے اِن ہاتھوں سے اُسکو گرفتار کرنے پر مجبور ہو گیا۔ آہ! میں نے اُسی کو قید کی کوٹھری اور موت کی راہ دکھائی جسے میں دل سے چاہتا تھا۔" سنوریس نے کہا "مارسلس کی موت یقیناً آپ کے لئے نہایت افسوسناک ہے مگر اُس کے لئے نہیں۔ اب وہ دُکھوں سے دُور اور ہمیشہ ابدی اطمینان اور جلال کی حالت میں رہے گا۔"

لوکلس بولا "آپ درست کہتے ہیں۔ میں نے مسیحیوں کو پہلے بھی مرتا دیکھا ہے لیکن اِس سے پہلے میں کبھی اُن کے ایمان اور امید سے اتنا متاثر نہیں ہوا تھا۔ مارسلس کی موت فتح اور غلبے کی علمبردار تھی۔ وہ یوں مرا تھا گویا موت اُس کے لئے بے بیان مسرت اور برکت کا باعث ہو۔ آپ صحیح کہتے ہیں وہ یقیناً اُس کے لئے برکت کا باعث تھی جس طرح اُن سب

کے لئے جو اُس تاریک تہ خانوں میں دفن ہیں جہاں ہم رہنے پر مجبور ہیں۔ میری آرزو ہے کہ مارسلس کی خاک کو بھی اُن سارے ایماندار دل کے ساتھ دفن کروں۔ کیا آپ اپنے فیصلے پر نظر ثانی کر سکتے ہیں؟"

"محترم سنور ریئس، تقدیر نے میرے ہاتھ باندھ دیئے اور میں چاہتے ہوئے بھی اُس کے لئے کچھ نہ کر سکا۔ اِس لئے میری تمنا ہے کہ میں اِس امر کی کچھ حد تک تلافی کرنے کے لئے اُس کی خاک کو آخری اعزازات کے ساتھ اپنے شاندار خاندانی مزار میں دفن کروں۔ جہاں میں آنسو بہا کر اپنے غم کو کسی قدر کم کر سکتا ہوں۔"

"لیکن لوکلس آپ کا کیا خیال ہے؟ کیا آپ کا دوست اپنے جنازے کے لئے مسیحی رسومات پسند نہ کرے گا۔ اور یہ خواہش نہ کرے گا کہ اُس کی آرام گاہ اُن شہیدوں کے ساتھ ہو جن کے ساتھ اُس کا نام ہمیشہ کے لئے منسوب ہو گیا ہے!" لوکلس تھوڑی دیر کے لئے سوچ میں پڑ گیا اور قدرے توقف کے بعد بولا

"اُس کی خواہشات کے متعلق شک کی گنجائش نہیں۔ لازم ہے کہ میں اُن کا احترام کروں۔ لہٰذا میں اُس کی خواہشات کی خاطر اپنے ارادے کو ترک کرتا ہوں۔ آپ اِس خاکدان کو لے لیں لیکن میں اُس کی رسمِ جنازہ پر حاضر ہونے کا خواہش مند ہوں۔ کیا آپ ایسے سپاہی کو جسے آپ فقط دشمن کی حیثیت سے جانتے ہیں اپنی پناہ گاہ میں داخل ہونے اور عبادتی رسوم کو دیکھنے کی اجازت دے سکتے ہیں؟

"جس طرح ہم نے مارسلس کا خیر مقدم کیا تھا اُسی طرح آپ کا بھی خیر مقدم کیا جائے گا۔ اور ممکن ہے ہمارے درمیان جا کر آپ بھی وُہی

برکت حاصل کر لیں جو اُسے ہوئی تھی۔"

"نہیں نہیں۔ مجھ سے اِس قسم کی توقع کرنا عبث ہے۔ میں مارسلس سے بہت مختلف ہوں۔ یہ عین ممکن ہے کہ میں آئندہ آپ لوگوں کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھنے لگوں یا مہربانی سے پیش آؤں لیکن میں کبھی مسیحیت کو اختیار نہیں کر سکتا۔"

"خیر آپ اپنے دوست کے جنازے کی رسوم میں شریک ہو سکتے ہیں۔ کل ہمارا قاصد آپ کو بلانے کے لئے آئے گا۔"

لوکلس نے اثبات میں سر ہلایا اور نہایت احتیاط سے خاکدان اُس کو تھما دیا۔ پھر وہ اُسے خیرباد کہہ کر افسردہ خاطر اپنی رہائش گاہ کی طرف چل دیا۔

دوسرے دن لوکلس قاصد کے ساتھ وہاں جا پہنچا جہاں اُس نے مسیحیوں کی جماعت کی رہائش گاہ کو دیکھا جس کے متعلق مارسلس کے بیان نے اُسے پہلے واضح تصور دے رکھا تھا، نیز یہ کہ اُنہیں وہاں کیسی کیسی مشکلات سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔

جنازے کی عبادت شروع ہوئی تو موقع کے مطابق آیات کی تلاوت نہایت غمناک آواز میں کی گئی۔ مدھم روشنی والے اِس تہ خانے میں اُنکا ماتم اور واویلا اِس امر کو ظاہر کرتا تھا کہ کسی اور بھائی کو سپردِ خاک کیا جا رہا ہے۔ لیکن جلد ہی یہ اندوہناک نوحہ ختم ہوا اور وہ ایک گیت گانے لگے جس میں اگلے جہان میں خداوند کے حضور حاضر رہنے اور ابدی آرام کی تابناک اُمید کا ذکر تھا۔

اس کے بعد ہنوریئس نے ایک طومار کو جس میں زندگی کا کلام تھا

بڑے احترام سے ہاتھ میں لے لیا اور نہایت سنجیدگی سے باآواز بلند وہ حصہ پڑھا جو ہر لشپت اور ہر حال میں مسیحیوں کو نہایت عزیز رہا ہے اور جو اُنہیں موجودہ ایذا رسانی کو بھول کر جی اُٹھنے کی حوصلہ افزا اُمید دلاتا ہے۔ اُس کے بعد اُس نے آسمان کی طرف اُٹھا کر آسمانوں کے خدا کے حضور دُعا میں اپنی آواز بلند کی جس میں خدا کا شکر بھی ادا کیا جس نے درمیانی مسیح کے وسیلے اُنہیں موت پر فتح بخش کر ابدی زندگی عطا کی تھی۔

ماتم کرنے والوں کی جماعت میں لوکسس کا پیلا اور اُداس چہرہ بڑا نمایاں نظر آرہا تھا۔ گو وہ مسیحی نہیں تھا ہم وہ اُن کے رُوح پرور عقائد کی قدر کر سکتا تھا اور خوف و تحسین کے ملے جُلے جذبات کے ساتھ اُن کی بلند امیدوں کے بیان کو سُن سکتا تھا۔ عبادت کے آخر میں لوکلس ہی کو یہ شرف حاصل ہوا کہ وہ خاکدان کو مارسلس کی آخری آرام گاہ میں ٹکائے اور اُسی کی آنکھیں وہ انسانی آنکھیں تھیں جنہوں نے مارسلس کے بچے کھچے بقیہ پر آخری نگاہ ڈالی؛ اور اُسی کے ہاتھوں نے اُس کی قبر پر وہ پتھر نصب کیا جس پر اُس کا نام اور کتبہ درج تھا۔

جنازے کی کاروائی ختم ہونے پر جب وہ اپنے گھر گیا تو قطعی بدلا ہُوا شخص تھا۔ انتہائی رنج و غم اور ذہنی کوفت نے اُس کی طبیعت کی فطرتی بشاشت کو یکسر ختم کر دیا تھا تاہم اُس نے درست کہا تھا کہ وہ مسیحی نہیں ہو گا۔ اُس کے دوست نے بلاشبہ اُسے غم سے بھر دیا تھا لیکن اُس کے دل نے اپنے گناہ پر کوئی افسوس یا پشیمانی محسوس نہ کی اور نہ اُس کے دل میں حق اور زندہ خدا کے متعلق معلومات حاصل کرنے کی خواہش

پیدا ہوئی۔ اس غم کا نتیجہ فقط یہ ہوا کہ دنیا کی خوشیوں اور مسرتوں سے محفوظ ہونے کی صلاحیت اُس میں سے مفقود ہو گئی تھی مگر اُس نے اپنے لئے کسی اور خوشی کو تلاش کرنے کی سعی نہ کی۔

اُس کے دوست کی یاد نے ایک مثبت اثر جو اُس پر کیا تھا وہ یہ تھا کہ جن غریب اور مظلوم لوگوں کے ساتھ اُس کا تعلق رہا تھا لوکلس اُن سے ہمدردی کرنے لگا۔ کیونکہ اُس نے دیکھا تھا کہ روم کے اس عظیم شہر میں اگر کوئی نیکی اور خوبی باقی تھی تو وہ ان اچھوت اور شہر بدر لوگوں کی ملکیت تھی۔ اِن جذبات کی وجہ سے وہ اُن کی مدد کئے بغیر نہ رہ سکا۔ چنانچہ مدد کا جو وعدہ اُس نے مارسلس کے ساتھ کیا تھا وہ اُس کے ساتھیوں کے ساتھ نبھاتا رہا۔

اُس کے سپاہی اوّلاً تو مسیحیوں کو گرفتار ہی نہ کرتے تھے اور اگر وہ ایسا کرتے تو کسی نہ کسی بہانے اُن کے لئے راہِ فرار مہیا کر دی جاتی تھی۔ اُس کا بلند مرتبہ، کثیر دولت اور لامحدود اثر و رسوخ سب مسیحیوں کی بہبود کے لئے استعمال ہو رہے تھے۔ اُس کا ایوان اُن کے لئے یقینی امداد گاہ اور جائے پناہ تھی اور وہ اُن کی جماعت کی نگاہ میں اُن کا طاقت ور ترین انسانی دوست تھا جسے وہ سب بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

وقت گذرتا گیا اور حالات کے دھارے نے رُخ بدلا۔ مارسلس کی موت کے ایک برس بعد شہنشاہ دیسیئس کو حکومت سے معزول کر دیا گیا اور ایک نیا حکمران حکومت کرنے لگا جس کے آتے ہی ایذا رسانی بند کر دی گئی اور مسیحیوں کیلئے سلامتی بحال ہو گئی۔ اب وہ نہ خانوں سے

نکل کر دوبارہ شہر میں آکر آباد ہو گئے جہاں وہ بطورِ سابق دن کی روشنی سے لطف اندوز ہو سکتے تھے۔ اُن کی عبادت گاہوں سے دوبارہ خدائے بزرگ و برتر کی حمد و ثنا کی آواز بلند ہونے لگی اور دوبارہ انسانی کانوں میں گونجنے لگی۔ اس طرح مسیحی پھر شیطانی طاقتوں کے خلاف نہ ختم ہونے والی جنگ میں برسرِ پیکار ہو گئے۔

سال گذرتے گئے اور لوکاس میں کوئی خاطر خواہ تبدیلی نہ آئی حالانکہ ہنوریئس اب اُس کے ہاں مستقل طور پر قیام پذیر تھا۔ ہنوریئس کی زبردست خواہش تھی کہ لوکاس زندہ خدا کی سچائی کو جان جائے اور اُس نے اِس سلسلے میں بارہا اُس سے بات چیت بھی کی مگر وہ لوکاس کی تبدیلی کی خوشی کو دیکھنے سے محروم رہا اور لمبی عمر پا کر اُس کے گھر میں وفات پا گیا۔

اب لوکاس خود بھی جوانی کو پیچھے چھوڑ کر بڑھاپے کی دہلیز پر کھڑا تھا۔ سالہا سال سے اُس کا دل بجھا بجھا سا رہتا تھا۔ اُسے دُنیا کی کسی شے یا شغل سے دلچسپی نہ رہی تھی۔ دُنیا اُس کے لئے اپنی ساری دلکشی کھو چکی تھی۔ دولت، عزّت اور اختیار و اقتدار سب اُسے ہیچ اور ناچیز نظر آتے تھے۔ اُس کی زندگی پر غم کی گھٹائیں چھائی ہوئی معلوم ہوتی تھیں تب خدا نے اُس پر اپنے رحم کی نگاہ کی۔ رُوح القدس کی قدرت سے اُس نے آخر کار حق کو پہچان لیا اور خداوند یسوع کے قدموں میں آگیا اور اُس کا دل خُدا کی محبت کی خوشی سے لبریز ہو گیا۔

دیسیئس بادشاہ کے عہد سے لے کر جب مسیحی تنگ و تاریک غاروں میں پناہ گزین تھے، اب تک کئی صدیاں گزر گئی ہیں۔ آئیے شاہزادہ ایمان

پر کھڑے ہو کر قیصروں کے شہر روم پر نگاہ دوڑائیں۔

ہمارے سامنے مقبروں اور مزاروں کی لمبی قطار قدیم شہر تک چلی گئی ہے۔ یہ روم کے عظیم شرفاء کی آخری آرام گاہیں ہیں جو دولت، شان و شوکت اور اقتدار کو گویا قبر تک اپنے ساتھ لے گئے تھے۔

ہمارے قدموں کے نیچے زیرِ زمین اُن لوگوں کی سادہ اور بھدی قبریں ہیں جنہیں زندگی میں معاشرے سے خارج کر دیا گیا تھا گویا وہ دوسروں کے ساتھ اُسی ہوا میں اکٹھے سانس لینے کے قابل نہ ہوں۔

لیکن اب کتنی بڑی تبدیلی آ چکی ہے! ہمارے گرد و پیش یہ ذلیشان مقبرے اور مزار کھنڈر بنے پڑے ہیں اور ہوا کے جھونکے اُنکی خاک اڑاتے ہیں۔ یہاں پر مدفون اشراف کے نام بھی اب لوگوں کو معلوم نہیں اور جس سلطنت کو فروغ دینے کے لیئے وہ جد و جہد کرتے رہے وہ بھی نابود ہو چکی ہے اور وہ لشکر جن کو لے کر وہ ملکوں پر چڑھائی کرتے تھے زندہ ہونے کی کسی اُمید کے بغیر منوں مٹی کے نیچے پڑے ہیں۔

لیکن اِس کے برعکس وہ جن کو ستایا گیا اور جو زیرِ زمین محوِ آرام ہیں اُن کی یاد کے ساتھ خدا کی عالمگیر کلیسیا کو دلی عقیدت ہے اور آج لوگ اُن کی بھدی قبروں کی زیارت کو اپنی سعادت جانتے ہیں اور وہ ایمان کی محافظت کا خاص کام جس میں اُنہوں نے اتنا بلند کردار ادا کیا ہمیں سونپا گیا ہے تاکہ مسیح کی آمد ثانی تک ہم اُسے جاری رکھیں۔

یاد رہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کو اچھوت قرار دے کر طرح طرح کی مصائب اُن پر نازل کی گئیں اور اُنہیں نفرت اور حقارت کی نگاہ سے دیکھا گیا۔ تواریخِ عالم میں اُن کے نام مندرج ہوں یا نہ ہوں لیکن

کتابِ حیات میں اُن کے نام یقیناً قلمبند ہیں اور اِن عظیم ہستیوں کی بلاشبہ اُن لوگوں کے ساتھ رفاقت ہوگی جن کے متعلق کلامِ پاک میں یوں مرقوم ہے۔

"یہ وُہی ہیں جو اُس بڑی مُصیبت میں سے نکل کر آئے ہیں۔ انہوں نے اپنے جامے برّہ کے خُون سے دھوکر سفید کئے ہیں۔ اسی سبب سے یہ خُدا کے تخت کے سامنے ہیں اور اُس کے مَقدِس میں رات دِن اُس کی عبادت کرتے ہیں۔ اور جو تخت پر بیٹھا ہے اپنا خیمہ اِن پر تانے گا۔ اس کے بعد نہ کبھی اُن کو بھُوک لگے گی نہ پیاس۔ اور نہ کبھی اُن کو دھوپ ستائے گی نہ گرمی۔ کیونکہ جو برّہ تخت کے بیچ میں ہے وہ اُن کی گلّہ بانی کرے گا اور اُنہیں آبِ حیات کے چشموں کے پاس لے جائیگا اور خدا اُن کی آنکھوں کے سب آنسو پونچھ دے گا۔"